

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (جون 2016ء)

دین و دانش

روزہ: اسلام کی تیسری بنیاد

سید عطاء الحسن نجاری رحمہ اللہ

انسان پیدا انی طور پر ایک حیوان ہی ہے جو بقیہ حیوانوں سے عقل اور مزاج کے باعث ممتاز اور افضل ہے۔ اس کی تخلیق مرحلہ وار ہوئی ہے اور اجزاء تخلیق اس کے ذاتی اور داخلی مؤثر اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر حیوانی صفات غالب آجائیں تو یہ حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے اور اگر داخلی ملکوتی صفات غالب آجائیں تو یہ اپنے خالق کا قرب پالیتا ہے۔ اسی لیے اللہ پاک نے اس کے مزاج اور طبیعت کی تخلیق کے ساتھ ہی اسے کچھ عملی ضابطے بھی دیئے تاکہ یہ اپنی عقل، مزاج اور طبیعت کی اصلاح کر سکے اور حیوانیت و ملکوتیت کے بین بین انسانیت قائم رکھ سکے اور اسے بلندیوں تک لے جائے۔ اس سلسلہ انسانیت کی بقاء و ارتقاء کے لیے نبوت کی نعمت سے بھی انسان کو ہی سرفراز فرمایا اور تمام عملی ضابطے بھی انبیاء کی عملی و فکری تعلیم کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے۔ انسان چاہے محلات کا باسی ہو یا جھوپڑوں کا مکین اللہ کے ہاں سب برابر ہیں:

الْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِیَالُ اللَّهِ - مخلوق (انسان) ساری کی ساری اللہ کا کنبہ ہے۔ (الحديث)

ظاہر ہے اللہ اپنے کنبے کے لیے الگ الگ قوانین وضع نہیں کرتا بلکہ کنبہ کی خلقی برابری قائم رکھتے ہوئے انہیں عملی زندگی کا نقشہ عطا فرماتا ہے اور بہترین نقشہ نبیوں کی زندگی قرار دیتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال) (الاحزاب: 21)

اگر انسان سیکھے بغیر ہی اپنی اصلاح کر سکتا تو نبوت کی ضرورت تھی، نہ وحی والہام کی۔ انسان کا خالق و مالک خوب جانتا ہے کہ اس کی طبیعت و مزاج میں کیا خامی ہے۔ اور اس خامی کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے اور اس کا جو سب سے بہتر طریقہ تھا وہ عطا فرمایا اور اس کی اتباع ہم پر لازم و واجب کر دی۔ اتباع اور اطاعت کے اسی سنہری سلسلہ کا ایک بہت ہی اہم رکن صوم (روزہ) ہے۔

صوم کے لغوی معنی کسی بھی عمل سے رکنا ہے خصوصاً کھانے، بولنے اور چلنے سے رکنے کا نام صوم ہے۔ رکی اور بڑھری ہوئی ہوا کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ اور دن کے کچھ میں رکے ہوئے سورج (استواء شمس نصف النہار) کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ نہ چلنے والے، نہ چرنے والے لگھوڑے کو بھی صائم کہا گیا ہے۔ شریعت مطہرہ میں اس کا معنی و مفہوم یہ ہے..... ایک عاقل و بالغ مسلمان انسان سحر سے مغرب تک اللہ کی رضا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لیے اپنی تمام حلال اور طیب لذتوں کو بھی خیر باد کہہ دے۔ صوم کا لفظ قرآن کریم میں اپنی مختلف صورتوں کے ساتھ ۱۳ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اس کا یہی معنی و مفہوم ہے۔ چونکہ قرآن کریم مجموعہ قوانین و احکام ہے۔ حکم خواہ بالا واسطہ ہو یا بلا واسطہ خبر کی صورت میں ہو یا افشاء کی صورت میں، حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس اعتبار سے تیرہ مرتبہ روزے کا حکم دیا گیا جس سے اس کی معاشی اور معادی حیثیت واضح ہو گئی اور کسی قسم کا خرچہ باقی نہ رہا۔ کچھ لوگوں کا ”یورپی نفس“ اس کو بہت ہی گراں سمجھتا ہے۔ ان سے قرآن نمٹتا ہے اور کہتا ہے کہ: ”یہ روزے صرف تم ہی پر فرض نہیں کیے گئے بلکہ تم سے پہلے بھی جو لوگ

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان (جون 2016ء)

دین و دانش

تھے ان پر بھی روزے فرض تھے۔“ پھر یہ کہ: ”تم روزے رکھو کہ روزہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے۔“..... جس عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے بہتر فرمادے اسے غلط، بے ڈھب، اور بے جا مشقت کہنا خالصتاً حیوانیت ہے۔ جبکہ حیاتِ طیبہ حاصل کرنے کے لیے بہت ہی ضروری ہے کہ انسان کامل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہرِ نوح اتباع کی جائے۔ خود روزہ نہیں رکھ سکتا، بیمار ہے یا ضعیف عمر رسیدہ ہے تو کسی کو روزہ کے لیے (اپنی حیثیت کے مطابق) خرچ دیدے، جس کی کم سے کم حیثیت ایک ٹوپہ گندم یا اس کی قیمت ہے۔

روزے کی حکمت:

روزہ رکھنے کی حکمت قرآن کریم نے خود بیان کی ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (تاکہ تم متقی بن جاؤ) (البقرہ: 183) متقی کے معنی صوفیاء نے بیان کئے ہیں کہ مشتبہ چیزوں سے بھی بچو اور فقہاء کے ہاں اس کا معنی ہے حرام سے بچو۔ اب روزہ کے حقیقی معنی یوں ہوں گے کہ حلال و طیب چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک لو یعنی نفس میں ایسا قوی جذبہ پیدا کر لیا جائے کہ آدمی جب بھی کسی بات، کسی عمل اور کسی بھی چیز سے رکنا چاہے تو رک سکے۔ حتیٰ کہ حلال لذتوں، طیب کھانوں اور جائز راحت و آرام کو بھی چھوڑنا چاہے تو چھوڑ سکے۔ چودھری افضل حق مرحوم نے لکھا ہے: ”اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے، نماز مجلس مساوات کا درس دیتی ہے اور روزہ اقتصادی مساوات کے لیے تلخ حقیقت کا تجربہ ہے۔“ ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں۔ ”اس لیے مساوات پسند مذہب نے روزہ کا حکم دے کر غریب کی زندگی کی ہلکی سی جھلک دکھا کر کہا کہ ان کا احساس کرو جو ملک کے غلط نظام کے باعث فاقوں میں رہ رہے ہیں۔“ روزہ نہ رکھنے والے سرمایہ دار اور جاگیردار، حکمرانوں اور سیاست دانوں کی حیوانیت پر ضرب لگاتے ہوئے چودھری صاحب یوں حملہ آور ہوتے ہیں: ”امراء تو رمضان سے پہلے ہی اپنے دوستوں میں (حلقہٴ ستائش باہمی) اپنی بیماری کا پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور قسم کھانے کو احتیاطاً اکڑ سے دودن پہلے سرچکرانے کا نسخہ بھی لے لیتے ہیں تاکہ سندرہ ہے۔ روزہ سے بچنے کے لیے وہ بیماری کی ساری صورتیں قبول کر لیتے ہیں مگر معمولی فاقہ کی مصیبت نہیں اٹھا سکتے۔ غریب روزہ رکھ کر قرآن خوانی اور نوافل میں وقت گزار لیتے ہیں امیر کمزور اور بیمار پر روزے کے ”برے“ اثرات کے دلائل ڈھونڈنے اور احباب میں اس کی کیفیت بیان کرنے میں بسر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی آہ بھر کر اپنی لات کی بیماری کی شکایت کر کے کہتے ہیں کہ دل تو چاہتا ہے کہ روزے رکھوں مگر ڈاکٹر آڑے آتا ہے جی مسوس کر رہ جاتا ہوں۔“

اب تو ”من حراموں“ کی ایک طویل فہرست ہے جو روزہ نہیں رکھتے کیوں کہ انھوں نے کلچرل ہونے کو مذہب پر ترجیح دی ہے۔ کیا مرد کیا عورتیں کیا امیر اور کیا غریب اس حرام میں سب ننگے اور کلچرل ہیں۔ (فَلَعَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ) اور اگر کسی سولائزڈ آدمی نے اکیسویں رمضان کا روزہ رکھنے کی مذہب پر ”مہربانی“ کر بھی لی تو اخبارات میں اس موذی کا نام ”صائمین“ کی فہرست میں سر فہرست ہوگا۔ افطاری اور دعاؤں کی دھوم مچی ہوگی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ وہ ظہر تک تو تاب لاتے ہیں پھر اس کے بعد ددل دماغ، زبان سب بے قابو ہو جاتے ہیں گھر میں ایک ادھم مچ جاتا ہے۔ بیوی بچے یوں دبکے چھپے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے ملزم تھانے میں اور روزہ دار صاحب بہادر کے اول فول اور گالیوں کا نشانہ۔ ہمارے ہاں اخبارات کے مالکان رمضان میں بھی اخبار فروخت کرنے کے ثقیفی حیلے تلاش کر لیتے ہیں کبھی طبلہ و سارنگی سے سنگت کر لیتے ہیں اور کبھی کسی ریڈی کی

ماہنامہ ”نقیبِ نبوت“ ملتان (جون 2016ء)

دین و دانش

نگی فوٹو اخبار کے سیدہ پر سجالیتے ہیں۔ قومی اخبارات و جرائد کا یہ رویہ شرمناک ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر 8 گھنٹے کے مسلسل پروگرام میں روزہ، رمضان، قرآن اذان کے لیے بمشکل 25 منٹ اور باقی قتلِ اسلام کے منظور شدہ پروگرام کے لیے۔ ایک چہرے پر کئی چہرے سجالیتے ہیں لوگ

روزہ کی فرضیت:

مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو اس کے متصل ہی 2 ہجری میں اس امت پر روزے فرض ہوئے۔ گویا تکمیلِ اسلام میں ہجرت اور روزہ شانہ بشانہ ہیں یعنی اسلام کا عروج مشقتوں اور صعوبتوں کی راہ سے ہو کر آتا ہے۔ راحتوں اور لذتوں سے آشنا نہیں:

ماہِ صیام کا تم سے یہی تقاضا ہے
کہ لو خدا سے لگاؤ، صیام کے دن ہیں

روزہ میں بھوک پیاس، لذت و راحت کو چھوڑنے سے صدر اسلام میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ آدمی جسے انسان ہونا میسر نہیں اگر عقل و شعور کی آنکھ کھول کے دیکھے تو صحیح اور سچا انسان وہی نظر آتا ہے جو اپنا دل، آنکھیں، کان، دماغ، نفس اور روح احکامِ الہی کے سامنے ڈال دے..... اطاعت فرماں برداری اور اتباع کی وہ مثال قائم کرے جس کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 23 برس مطالبہ کیا۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ - اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔ (النساء: 59)
مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ -

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی، بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء: 80)
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالبے پر امت کا موجودہ منفی رد عمل کسی عذاب میں تو مبتلا کر سکتا ہے۔ مغفرت، رحمت، بقاء، ارتقاء اور نجات کی ضمانت ہرگز نہیں دے سکتا۔

اگر دنیا میں عزت، عظمت، آبرو..... اور ترقیاں مطلوب ہیں اور عقبی میں سرخروئی، سرفرازی اور نجات کی آرزو ہے تو ہر عمل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں اور اپنی خواہشوں کو روکیں کہ خواہشات ہی ایک ایسی دلدل ہے جس میں دھنسا ہوا کبھی نہیں نکلا۔ یہ ایک ایسا خوبصورت جال ہے جس میں پھنسا ہوا کبھی رہا نہیں ہوا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

”رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور شیطان قید کر دیے جاتے ہیں۔“

روزہ اور روزہ دار کے فضائل:

نسائی میں ایک حدیث سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ (عَلَيْكُمْ) وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ، وَقَامَهُ، إِيْمَانًا
وَاحتساباً خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

ماہنامہ ”نقیبِ ختم نبوت“ مکتان (جون 2016ء)

دین و دانش

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تم پر روزے فرض کیے اور میں نے قیام کی سنت تمہیں دی۔ پس جس نے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ وہ گناہوں سے یوں نکل گیا جس طرح پیدائش کے دن تھا۔ یعنی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اُجْزِئُ بِهٖ (یا) وَاَنَا اُجْزِئُ بِهٖ . روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ کہ روزہ میرے اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے۔ اور یہ صرف میرے ساتھ متعلق ہے۔ اسی لیے اس کی جزاء میں خود ہوں یا میں خود براہِ راست دوں گا۔

باقی تمام عبادات ظاہری صورت بھی رکھتی ہیں لیکن روزہ کی ظاہری کوئی ہیئت نہیں ہے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے یہ ایک بھید ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص رشتہ و تعلق ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بول اللہ کے ہاں مشک سے بہتر ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسواک نہ کی جائے اور منہ گندار کھا جائے بلکہ اس بول سے مراد وہ بول ہے جو خلو کی وجہ سے معدہ اور آنتوں سے اٹھتی ہے اور منہ سے نکلتی ہے اور یہ نتیجہ ہے اس بھوک پیاس کی تنگی کا جو محض اللہ کی رضا کے لیے انسان برداشت کرتا ہے۔ اس کی پسندیدگی کی حکمت بھی یہی برداشت اور لہجہ ہے۔ (واللہ اعلم)

رمضان:

رَمَضٌ يَّرْمَضُ، فَتَحَ يَفْتَحُ کے باب سے ہے۔ معنی و مفہوم یہ ہے کہ پیاس کی شدت سے اندر جل اٹھے اسے کہتے ہیں رَمَضَ الصَّائِمُ روزہ دار کا اندر جل اٹھا۔ رمضان کو رمضان اس لیے بھی کہا گیا کہ یہ شدید گرمیوں میں بھی آتا ہے۔ اس لیے مہینوں کے شمار کنندگان نے اس کا نام رمضان رکھ دیا لیکن سب سے پسندیدہ اس کا سبب جو ذکر کیا گیا وہ یوں ہے کہ:

اِنَّمَا سُمِّيَ رَمَضَانُ لِاَنَّهُ يَرْمَضُ الذُّنُوبَ اَنَّى يُحَرِّقُهَا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ

اس ماہ کا نام رمضان اس لیے رکھا گیا کہ یہ اعمالِ صالحہ سے گناہ جلا ڈالتا ہے۔

اس کے پہلے دس دن رحمتِ عامہ کے، درمیان کے دس دن عام بخشش کے اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے، جن لوگوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتا ہے۔ (اپنے اعمالِ خبیثہ کی وجہ سے) ان کو بھی عام معافی مل جاتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا خوش نصیب ہے وہ آدم زاد جو اپنی حیوانی جبلتوں کو انسانیت کی رداءِ ابیض میں پلینے کے لیے اللہ جل شانہ اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چون و چرا اطاعت کرتا ہے۔ اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے مالک سے رور و کر معافیاں مانگتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں یوں پیش ہوتا ہے کہ فرشتے اس کی آمد پر اہلاً و سہلاً و مرحباً کے ڈونگرے برساتے ہیں۔

رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (الکہف: 10)

”اے ہمارے رب! ہم کو اپنے پاس سے بخشش دے اور ہمارے کام کی درستی کو پورا کر دے۔“

رمضان کی مقدس راتوں میں اور دنوں میں کوئی اللہ کا بندہ اپنے ساتھ میری مغفرت کی بھی دعا کر دے تو بیڑا پار ہے۔